COALITION 38

استحصال کا خاتمہ۔ سماجی انصاف کا راستہ

ابتدائیہ:

قدرت عدم توازن برداشت نہیں کرتی، انسانی تاریخ ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ جب بھی ایسا ہوا، تو نتیجہ میں خانہ جنگی یا انقلاب نے جنم لیا۔ ایسی صورتحال سے بچنے کا واحد حل یہی ہے کہ تمام طبقات کے درمیان سماجی، سیاسی اور معاشی توازن برقرار رکھا جائے۔ ماہرین کے مطابق آج پاکستان میں دوسو کے قریب امیر ترین خاندانوں کا ہمارے ذرائع پیدوار، دولت، سیاست اور فیصلہ ساز اداروں یعنی اسمبلیوں پر قبضہ ہے۔ ٹیکس کس سے لینا اور کس پر خرچ کرنا ہے، اسکا فیصلہ بھی یہی چند خاندان کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں کئی دہائیوں سے ہمارے ملک میں سماجی انصاف ناپید اور ہمہ جہتی استحصال بے شرمی سے جاری وساری ہے۔ یہ اجارہ داری اور سماجی ناانصافی نہ صرف قدرت بلکہ ہمارے آئین کی کھلم کھلا خلاف ورزی بھی ہے۔ اس سے پہلے کہ قدرت بدلہ لے، آیئے اس عدم توازن کے خاتمہ کیلئے پہل قدمی کریں۔

پس منظر:

بظاہر یوں لگتا ہے کہ 1973 کا آئین تشکیل دینے والے سماجی انصاف کی قدروقیمت سے بخوبی آشنا اور انسانی استحصال سے نفرت کرتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے آئین پاکستان میں سماجی انصاف کو سرفہرست رکھتے ہوئے اس پر قانون سازی کی اور ہمیں گماں گزرتا ہے کہ اسکے پیچھے انسانی ہمدردی کا کوئی بڑا جذبہ کارفرما تھا۔ لیکن حقیقت میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے، بلکہ اس کے پیچھے ساٹھ کی دہائی کے مزدوروں، کسانوں اور طلبہ کی جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ جبر اور سرمایہ داری استحصال کے خلاف جدوجہد تھی جس نے سیاسی جماعتوں کو اپنے منشوروں میں سماجی انصاف کے حصول اور انسانی استحصال سے نفرت شامل کرنے پر مجبور کردیا تھا۔ یہ اُسی کا نتیجہ تھا کہ نام نہاد سیکولر اور سوشلسٹ پارٹیاں 1970 کا الیکشن جیتنے میں کامیاب ہوئیں، جن کے منشور کا بنیادی نقطہ ملک میں سوشلزم لانا اور جاگیرداری کا خاتمہ تھا۔ لیکن اقتدار میں آتے ہی انہوں نے سب کچھ فراموش کردیا۔ اور آج تک انکے جانشینوں نے آئین پاکستان کی ان شقوں پر عملدرآمد نہیں ہونے دیا جو استحصال اور دولت مندوں کی اجارہ داری کے خاتمے اور سماجی انصاف کی ضمانت دیتی ہیں۔ آیئے ذرا ان قوانین کا جائزہ لیتے ہیں، آئین کی درج ذیل شق 3 پر غور کریں۔

شق 3

> ''مملکت پاکستان استحصال کی تمام اقسام کے خاتمہ اور اس بنیادی اصول کی تدریجی تکمیل کو یقینی بنائیگی کہ ہر کسی سے اسکی اہلیت کے مطابق کام لیا جائیگا اور ہر کسی کو اس کے کام کے مطابق معاوضہ دیا جائیگا''۔

یعنی ریاست مالک کے ہاتھوں مزدور، مرد کے ہاتھوں عورت، اکثریت کے ہاتھوں اقلیت اور فرقہ، مذہب اور طبقہ کی بنیاد پر کسی بھی شہری کا معاشی، جذباتی اور سماجی استحصال کی روک تھام کریگی اور ہر فرد سے اسکی قابلیت کی بنیاد پر کام لیا جائیگا نہ کہ طبقہ، نسل، سیاسی وابستگی، ذات برادری یا فرقہ کی بنیاد پر۔ جیسے کہ صفائی کا کام صرف اقلیتوں کے لئے مخصوص کردیا گیا ہے، جو آئین پاکستان کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ آئین کی شق 38 اسکی مزید وضاحت کرتی ہے:

شق 38

> ''ریاست عام آدمی کا معیار زندگی بلند کرنے کیلئے، دولت اور وسائلِ پیداوار و تقسیم کو چند اشخاص کے ہاتھوں میں جمع ہونے سے روکے گی۔ مالک اور کارکن، زمیندار اور مزارع کے درمیان حقوق کی منصفانہ تقسیم کی ضمانت دے گی۔ اور بلا لحاظ جنس، ذات، مذہب یا نسل، عوام کی فلاح و بہبود کے حصول کی کوشش کریگی۔'' شق 38 (e) میں مزید وعدہ کیا گیا کہ ''افراد کی آمدنی عدم مساوات کو کم کریگی"

یعنی ریاست عام آدمی کو روزگار اور کاروبار کے مساوی مواقع اور ماحول فراہم کریگی اور دولت اور وسائل چند ہاتھوں یا خاندانوں تک محدود نہیں ہونے دیگی تاکہ ذرائع پیدوار پر چند افراد کی اجارہ داری قائم نہ ہو اور اسکے فوائد عام آدمی تک بھی پہنچ سکیں۔

شق 37 ناخواندگی کے خاتمہ اور سب شہریوں کیلئے منصفانہ اور سہل شرائط کار کی یقین دہانی کراتی ہے، جبکہ آرٹیکل 32 اور 140 (A) مضبوط اور طاقتور مقامی حکومتوں کی تشکیل اور بے بس/ پس پشت کیے گئے طبقات (خواتین، کسان، مزدور اور اقلیتیں) کی کوٹہ کے ذریعے نمائندگی کی ضامن ہے۔

آئین پاکستان کی تشکیل کو تقریباً پچاس سال ہو چکے ہیں مگر اس کے باوجود ان شقوں کو ڈھٹائی سے نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ جس کے باعث کمزور طبقہ کا استحصال بدستور جاری ہے۔ بدعنوان، مفاد پرست اشرافیہ بے شرمی سے اپنی لوٹ مار کو دلفریب نعروں جیسے؛ ''جمہوریت کی بقاء، پارلیمنٹ کی بالادستی، آزاد عدلیہ اور میڈیا کی آزادی'' کی آڑ میں جاری رکھے ہوئے ہے۔

PIDE کی ایک حالیہ تحقیق کے مطابق، پاکستان کے 33 خاندانوں کی ملک کے مالیاتی اداروں پر اجارہ داری ہے، جس میں کاروباری طبقہ، سیاست دان، ریٹائرڈ سویلین اور ملٹری آفیسرز شامل ہیں۔ اس کے علاوہ

رپورٹ میں بنا کسی ٹھوس منصوبہ بندی کے کئے جانیوالی نج کاری کو اس صورتحال کا ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ پاکستان نیشنل ہیومن ڈیولپمنٹ رپورٹ 2020 میں بھی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح نابرابری کی وجہ سے ملک میں دو پاکستان وجود میں آچکے ہیں؛ ایک امراء اور دوسرا غرباء کا، ایک خواتین اور دوسرا مردوں کا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا کیا جائے؟

آئین کی شق 29(3) اسکا واضح جواب فراہم کرتی ہے جس کے مطابق:

> ''ہر سال، صدر پاکستان وفاق کے امور کے متعلق اور ہر صوبے کا گورنر اپنے صوبے کے امور کے متعلق حکمت عملی کے اصولوں (درج بالا شقوں) پر عمل کرنے اور ان کی تعمیل کرنے کے بارے میں ایک رپورٹ تیار کرائیگا اور قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے سامنے پیش کرائے گا۔ مذکورہ رپورٹ پر بحث کیلئے قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں گنجائش رکھی جائیگی۔'' شق نمبر 29(3)

یعنی صدر وفاق میں اور صوبائی گورنرز صوبوں میں مذکورہ بالا تمام شقوں پر ہونے والی پیش رفت پر رپورٹس تیار کروائیں گے، جنہیں قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں بحث و مباحثہ کیلئے پیش کیا جائیگا۔ اسمبلیوں کی ویب سائٹس پر دستیاب معلومات کے مطابق گذشتہ پچاس سالوں میں صرف تین بار یہ رپورٹس پیش کی گئی ہیں۔

چونکہ آئین پاکستان عدالت عظمیٰ کو ''پالیسی کے اصولوں'' میں مداخلت کی اجازت نہیں دیتا، اس لئے عام شہری شق 29(3) کے تحت صدر پاکستان اور گورنرز سے متعلقہ حکومتوں سے ''پالیسی کے اصولوں'' کے حوالے سے ان کی کارکردگی کی رپورٹس پیش کرنے کے احکام کیلئے درخواست کر سکتا ہے۔

سول سوسائٹی کا بھی فرض ہے کہ وہ ان شقوں کی بنیاد پر قومی سطح پر بحث و مباحثہ کو فروغ دے۔ اس سلسلہ میں سینکڑوں عوامی تنظیموں بشمول مزدور یونینز، این جی اوز، اصلاحی کمیٹیوں، سماجی تحریکوں پر مشتمل ''اتحاد 38'' تشکیل دیا گیا ہے۔ جس کا بنیادی مقصد ہے کہ ''پالیسی کے اصولوں'' ''Principles of Policy'' اور شق نمبر 3 پر عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔

اتحاد 38 کے پلیٹ فارم کے ذریعے ہم ملک میں رائج ''دو پاکستانوں'' کے خاتمہ اور ''ایک پاکستان'' کی تشکیل کا راستہ ہموار کر سکتے ہیں۔ مگر وہ جنگ جو اشرافیہ نے عام شہریوں کے خلاف شروع کر رکھی ہے، اسے جمہوری، فکری اور عقلی بنیاد پر لڑنا لازم ہو چکا ہے۔ اس کا پہلا قدم یہی ہے کہ آئین پاکستان کے درج بالا (دفن شدہ) شقوں سے متعلق ہر فرد کو آگاہ کیا جائے اور ''اتحاد 38'' کے پلیٹ فارم سے انکو قومی بحث کا محور اور قانون کی حکمرانی کو تشکیل دینے کیلئے بنیاد بنایا جائے۔

لاکھوں ممبران کی حامل بڑی سماجی تنظیمیں، بشمول لیبر یونینز پاکستان میں اشرافیہ کی اجارہ داری ختم کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہیں۔ شاید اس کی بڑی وجہ یہ بھی ہو کہ انکی قیادت ایسے افراد کے ہتھے چڑھ گئی ہو، جو فکری دیوالیہ پن، سیاسی کم مائیگی کا شکار اور دیرپا مقصد حاصل کرنے کے بجائے فوری مالی مفادات کے چکر میں پڑ گئے اور انہوں نے خوشامدانہ رویہ کو بڑھاوا دینے کے سوا کچھ نہیں کیا۔ جس سے بدعنوانی، لاحاصل سمجھوتوں اور کاہلی کو پھلنے پھولنے کا موقع ملا ہے۔ بہت ساری مزدور تنظیموں نے بھی اپنے کارکنوں کو سیاسی طور پر غیر فعال بنا دیا ہے اور استحصال کے بنیادی ڈھانچوں کو بے نقاب کرنے میں ناکام رہی ہیں۔ اگر مزدور تنظیمیں اپنی جدوجہد استحصالی ڈھانچہ کے خلاف اور دولت اور وسائل پیداوار و تقسیم کو چند اشخاص کے ہاتھوں میں مرکوز ہونے، سماجی انصاف اور افرادی ترقی (شقیں 3, 37 & 38) کی ضامن شقوں کو اجاگر کرنے اور ان پر عملدرآمد کروانے پر لگاتیں، تو آج صورتحال مختلف ہوتی۔

آخر میں ہمیں اس حقیقت کو سمجھنا ہوگا کہ جب تک حکمرانی اور سیاست کی باگ ڈور موجودہ سیاسی قیادت کے ہاتھ میں ہے، بالائی سطح سے کی گئی کوئی بھی اصلاحی کوشش ناکام ہوگی۔ بااختیار الیکشن کمیشن اور آزاد عدلیہ کی

موجودگی کے باوجود، شفاف انتخابات، جمہوریت اور حکمرانی کا معیار ناقص ہی رہے گا۔ لہٰذا ہماری پوری توجہ اشرافیہ کی اجارہ داری ختم کرنے پر مبذول ہونی چاہیے۔

لائحہ عمل کیا ہو؟

ہمیں ہی یہ تاریخی ذمہ داری نبھانا ہوگی۔ ''اتحاد 38'' کا منشور و آئین فوری طور پر تیار کرنا ہوگا، جس کی تشکیل کا بنیادی کام پہلے سے کیا جا چکا ہے۔ جولائی 2021 تک پنجاب کے دس اضلاع میں اتحاد تشکیل دیئے جا چکے ہیں اور دوسرے صوبوں سے ہم خیال تنظیمیں رابطہ کر رہی ہیں۔ 200 سے زائد مزدور، سول سوسائٹی تنظیمیں اور کارکن اس میں شامل ہو چکے ہیں۔ اب پاکستان بھر کے اضلاع کو اس اتحاد میں شامل کیا جا رہا ہے۔

اس کے علاوہ، ہم خیال دانشوروں، سماجی گروپوں، سیاسی اور میڈیا کے راہنماؤں سے بھی ''اتحاد 38'' میں شامل ہونے کیلئے رابطے کئے جا رہے ہیں۔ آئین کی نظر انداز کی گئی شقوں کا مسئلہ اٹھانے کیلئے صدر پاکستان، صوبائی گورنرز، ارکان پارلیمنٹ اور سینیٹرز کو شق 29(3) کی روشنی میں خطوط لکھنا ہونگے، لیکن ہماری بنیادی توجہ پسماندہ طبقات کی تنظیموں سے رابطے پر ہونا چاہیے۔

آغاز میں تنظیمی ڈھانچہ لچکدار ہوگا تاکہ مقامی اطوار و اسلوب میں ڈھلنے کی گنجائش رہے۔ تاہم ہر تنظیمی سطح پر جمہوری اور شراکتی اقدار کی پاسداری کرنا ہوگی۔

اتحاد38 کی اقدار:

شفافیت:

ایجنڈا کی تشکیل، فیصلہ سازی، منصوبہ بندی، عملداری اور جائزہ ونگرانی کے عمل میں شفافیت کو یقینی بنانا ضروری ہوگا تا کہ ''اتحاد 38'' سے وابستہ ہر رکن کو لائحہ عمل تک رسائی، انتظامی ڈھانچہ میں شراکت اور فیصلوں سے بخوبی آگاہی رہے۔اس سے ہر فرد کی ''اتحاد 38'' سے جڑت اور رشتہ مضبوط ہوگا۔

شراکت:

شراکت سے مراد کسی کی رائے کو چیلنج کرنا، اس سے متفق یا غیر متفق ہونا یا کسی نقطہ نظر سے اتفاق یا اختلاف کرنا ہے۔کسی کی رائے کو محض رد یا تسلیم کرنا کافی نہیں، بلکہ اس سے متفق یا غیر متفق ہونے کے پیچھے ٹھوس دلائل اور مثالیں ہونا چاہییں ۔رائے کا اظہار کرنے کے علاوہ شراکت کا مطلب وقت، مالی یا وسائل کی شکل میں اتحاد میں حصہ ڈالنا بھی ہے۔

حقوق وفرائض میں توازن:

ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ تفویض کردہ ذمہ داری یا رضا کارانہ خدمات احسن طریقے سے انجام دے۔ جو فرد اپنی ذمہ داریاں بہتر طور سے انجام نہ دے سکے، وہ اپنے حقوق کا اخلاقی جواز کھو دیتا ہے۔ اس لئے اپنی ذات، کمیونٹی، بحثیت رکن ''اتحاد 38'' اور اپنی تنظیم کے درمیان توازن قائم رکھنا ضروری ہے۔

تنقید اور برداشت کا رواج:

عام رکن سے قیادت تک، تنقید کرنا اور سننا ''اتحاد 38'' کا نمایاں اصول ہونا چاہیے۔ دوسروں پر تنقید آسان اور سہل ہے، لیکن کھلے دل سے تنقید برداشت کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔ اس کیلئے ضروری ہے کہ ہر رکن خود تنقیدی کی عادت اپنائے، اس سے دوسروں میں آپ کیلئے اعتماد پیدا ہوتا ہے جو کسی بھی تنظیم میں اتحاد وقوت کا باعث بنتا ہے۔ کسی پر تنقید کرنے سے پہلے یقین کرلیں کہ آپ کے لہجہ میں احترام ہے اور آپکی تنقید دوسرے کی عزتِ نفس مجروع کرنے کا باعث نہیں بن رہی۔ یہ بھی یقینی بنائیں کہ آپ کی بات ٹھوس دلائل اور مثالوں پر مبنی ہے۔ نازیبا اور تحقیر آمیز تنقید نہ صرف آپ کے قد کاٹھ کو چھوٹا کرتی ہے بلکہ تنظیمی اتحاد اور مقصد کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔

اپنا علم بڑھائیں اور دوسروں سے سیکھیں:

شاعرِ مشرق علامہ اقبال کے ایک معروف شعر کا مصرع ہے کہ، ''ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں''۔ یعنی تبدیلی کا عمل مسلسل جاری رہتا ہے اس لئے تغیر کو قبول کریں ۔ اس لئے کسی بھی تحریک کو بدلتے ہوئے رجحانات

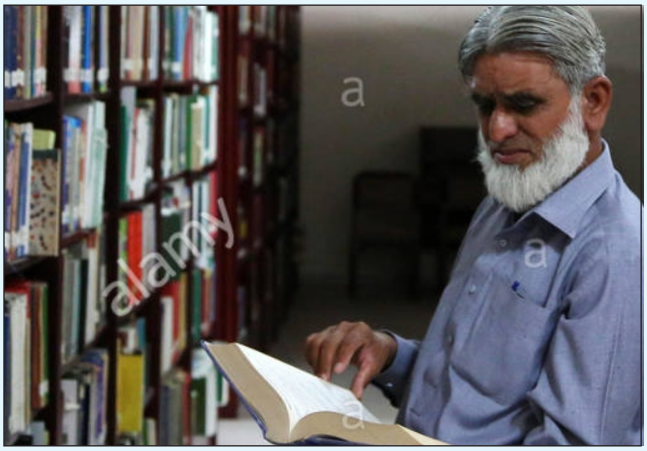

اور انکے عوامل پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ تبدیلی لانے والوں کو تبدیلی کی رفتار اور اسکے مدارج پر بھی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً، ہمیں عام شہریوں کو اس حقیقت سے آشنا کرنے کی ضرورت ہے کہ صرف 33 خاندان اسٹاک ایکسچینج اور کارپوریشنز پر قابض ہیں۔ دیہی پاکستان پر بھی چند درجن جاگیرداروں کا قبضہ ہے اور ہماری پارلیمنٹ بھی انہی کی مُٹھی میں ہے۔ یہ آئین پاکستان کی روح کے خلاف ہے۔ اس کیساتھ، کسی بھی اچانک رونماء ہونے والی تبدیلی کیلئے تیار رہنے اور اس سے پورا فائدہ اٹھانے کی بھی ضرورت ہے۔ بدلتی ہوئی دنیا کا مقابلہ کرنے کیلئے قیادت، عہدیداران اور ارکان کو کتابوں، رپورٹس، عوامی پالیسی کی دستاویزات، قوانین اور ریاست کی طرف سے بین الاقوامی سطح پر کئے گئے معاہدوں کے مطالعہ سے اپنی علمی سطح کو بلند کرنا ہوگا۔ ان مسائل پر لیکچرز اور مکالمے کا انعقاد بھی ضروری ہے کیونکہ اس سے ہم خیالی، ذہنی کشادگی اور باہمی اتحاد پیدا کرنے میں مدد ملتی ہے۔

آنیوالے خطرات آفات اور مواقعوں سے باخبر رہیں:

باخبر رہنا ہمیں دیدہ و نادیدہ دنیا، خطراتِ آفات اور دستیاب مواقعوں سے باخبر و ہوشیار رکھتا ہے۔ یہ ہمارے اندر آنے والے خطراتِ آفات کے خلاف قوتِ مزاحمت پیدا کرتا ہے جیسے؛ آبی، جغرافیائی، صنعتی اور انسانوں کے اپنے پیدا کردہ خطرات (سیاسی وسماجی وغیرہ)۔ اس کے علاوہ ہمیں روزمرہ درپیش بشمول سماجی، معاشی، صحت، ماحول اور سیاسی خطرات سے بھی باخبر رہنا چاہیے۔

کمیونٹی میں کام کیجئے:

ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ پسماندہ طبقہ میں کام کرنے والی تنظیمیں جیسے؛ ٹریڈ یونیز محض اپنے روزگار سے جڑے مسائل پر توجہ دیتی ہیں۔ ہمارے خیال میں انہیں اپنا دائرہ کار بڑھانا ہوگا۔ زیادہ تر مزدور پسماندہ علاقوں میں

رہتے ہیں۔ نتیجتاً انہیں صاف پانی، نکاسی آب، تعلیم، صحت کے مراکز، سڑکوں اور اچھے ماحول جیسی سہولیات میسر نہیں۔ مزدور اور کسان تنظیموں کے کارکنوں کو اپنی جدوجہد کے تجربہ سے کمیونٹی کو متحرک کرنے، انکے مسائل پر آواز اٹھانے اور احتساب وترقی کیلئے بھی استعمال کرنا چاہیے۔ انہیں اردگرد کے مقامی مسائل پر بھی بات کرنا اور پھر انہیں متعلقہ حکام تک لے جانا چاہیے۔ یہ عمل ''اتحاد 38'' کا دائرہ کار وسیع کرنے کا باعث بنے گا۔

تنوع (Diversity) کا احترام:

اپنا نقطہ نظر وسیع رکھیں، لیکن دوسروں کے نقطہ نظر کا بھی احترام کریں۔ تاریخ کا بڑا اسبق یہ بھی ہے کہ تمام تر کوششوں، بشمول نسل کشی کے؛ سماجی، مذہبی، نظریاتی، سیاسی، اخلاقی اور نسلی تنوع کو ختم نہیں کیا جا سکا۔ قدرت کا توازن زندگی کے تسلسل کا ضامن ہے۔ انسانی فکر کسی ایک نظریہ تک نہ ماضی، نہ حال میں اور نہ ہی مستقبل میں محدود ہوسکتی ہے۔ خیالات کی بھی کوئی حد نہیں۔ تنوع ایک فطری عمل ہے جو اپنے اندر بقاء وفروغ کی قوت رکھتا ہے، جس کی قبولیت واحترام لازم ہے۔

آئین وقانون کا احترام اوران پر عملدرآمد کیلئے جدوجہد:

زیادہ تر مفکرین کی یہی رائے ہے کہ اشرافیہ ریاستی اداروں پر قابض ہوچکی ہے۔جس کے نتیجہ میں لوگوں کو بری حکمرانی، بدعنوانی، ناانصافی، جبر اور آئینی حقوق سے محرومی کا سامنا ہے۔ مثلاً نوکروڑ رجسٹرڈ مزدوروں میں نصف، حکومت کی مقررہ کردہ کم ازکم اجرت اور اولڈ ایج بینیفٹ سے محروم ہیں۔ ای او بی آئی کے مطابق نوکروڑ میں سے صرف دس فیصد مزدور اداروں میں رجسٹرڈ ہیں اور صرف تین فیصد رسمی اور سو فیصد غیر رسمی سیکٹرز کے مالکان، اپنے ورکرز کا ای او بی آئی میں مقررہ کردہ حصہ جمع نہیں کرواتے۔

اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ اگر سرکاری افسران اور ادارے اپنے فرائض انجام نہیں دے رہے، تو شہری بھی قانون کی پاسداری سے کنارہ کش ہوجائیں۔ انہیں نہ صرف قانون کی پاسداری کرنا بلکہ اداروں پر بھی دباؤ بڑھانا چاہیے کہ وہ قوانین اور پالیسیوں پر عملدرآمد کو یقینی بنائیں۔

جدید ٹیکنالوجی اور سوشل میڈیا کا استعمال سیکھیں:

موبائل فون اور انٹرنیٹ بہت کارآمد سہولت ہے۔ یہ سیکھنے کی ضرورت ہے کہ اس سے اجتماعی اور انفرادی سطح پر مسائل کو کیسے اجاگر اور حقوق کے حصول کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔

"اتحاد 38" میں خاندان کی شمولیت:

ہمارے ملک میں زیادہ تر تحریکیں بشمول مزدور تحریک، اپنے خاندان کے دیگر افراد کو اپنی جدوجہد کا حصہ بنانے میں یکسر ناکام رہی ہیں۔ اپنے بچوں اور خواتین کو "اتحاد 38" کا حصہ بنائیں۔ عورتوں اور نوجوانوں کی تنظیم سازی کریں۔

سیاست اور معیشت کے باہمی رشتے کو سمجھیے:

سیاست اور معیشت کے درمیان بہت گہرا رشتہ ہے۔ مثلاً تعداد میں قلیل ہونے کے باوجود سیاسی اشرافیہ کیوں امیر تر ہو رہے ہیں اور انکی دولت میں کیوں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے؟ اس کے برعکس غریب طبقہ تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود سیاسی اور معاشی طور پر کمزور ہے۔

اسی طرح سیاست اور انتخابات کے درمیان بھی گہرا رشتہ ہے، ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ اشرافیہ جو چند سو گھرانوں پر مشتمل ہے وہ کس طرح عوام دوست آئینی شقوں اور قوانین پر عملدرآمد نہیں ہونے دے رہی۔ ہمیں ان سوالوں کے جوابات کی تلاش میں رہنا چاہیے۔

جن ممالک میں مزدور تنظیموں کی ممبرشپ زیادہ اور سول سوسائٹی متحرک ومضبوط ہے، وہاں فلاحی ریاست اور جمہوریت کا معیار بلند تر ہے، جیسا کہ فن لینڈ، ڈنمارک، ناروے، آئس لینڈ اور نیوزی لینڈ وغیرہ۔

سماجی تحریک اور جمالیاتی ثقافت کی طاقت کو سمجھیں:

فنون لطیفہ ہمیں انسانی اور لطیف جذبوں سے متعارف کرواتا ہے۔ اس سے انسانوں میں ہمدردی، انسانیت اور احساس کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ "اتحاد 38" کو فنکار اور فنون کے فروغ کیلئے خصوصی کوشش کرنا چاہیے۔

انتہا اور شدت پسندی کو مسترد کیجئے:

ہمیں ہر صورتحال میں شدت پسندی وتشدد کو رد اور برداشت وہمدردی کے جذبہ کو فروغ دینا چاہیے۔ کیونکہ شدت اور انتہا پسندی سے فتنہ اور خون خرابہ ہی جنم لیتا ہے، جو سیاسی، معاشی اور سماجی تباہی کا باعث بنتا ہے۔

اتحاد 38 کا تنظیمی ڈھانچہ:

اتحاد 38 کا تنظیمی ڈھانچہ گاؤں / محلّہ کی سطح سے اٹھ کر تحصیل، صوبائی اور قومی سطح تک قائم ہوگا۔ اس کا انتخابی طریقہ کار ترجیحی درجہ بندی کے طریقہ کار پر مشتمل ہوگا اور ہر عہدیدار کا دورانیہ دو سال ہوگا۔

مزید معلومات اور رجسٹریشن کیلئے پتن کی ویب سائٹ www.pattan.org وزٹ کیجئے۔

پتن ترقیاتی تنظیم

اسلام آباد: ہاؤس نمبر 5، سٹریٹ 58، F-10/3، اسلام آباد

ای میل: info@pattan.org ویب سائیٹ: www.pattan.org

رابطہ: 0333-61109640 ,0345-9555438 ,0302-8516901,

working with the marginalized
PATTAN
Development Organization